پہ درجنوں ایسے مصری فرشتہ صفت انسانوں کو جانتا ہوں کہ وہ جب مشرق وسطی یا پاکستان سے مصر جاتے ہیں تو داڑھی منڈوا کر جاتے ہیں تاکہ ایر پورٹ پہ تنگ نہ کیا جائے (یہاں تنگ کرنے کا مطلب ایک دو ماہ کے لیے گرفتاری اور تشدد ہے) مختلف اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ تھوڑے ہی عرصے میں مصر میں سات سو مصری باشندوں کو ان کی اسلامیت کی وجہ سے جاں بحق کیا جا چکا ہے۔جب تک یہ صورت حال قائم رہے گی تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق قاتلانہ حملے ہوتے ہی رہیں گے۔اور اگر کبھی ان حملوں کا انتقام پڑوسی ممالک سے لینے کی کوشش کی گئی تو استعماری طاقتوں کے اشاروں پر کی جانے والی اس حماقت سے پورے علاقے کے لیے لامحدود مشکلات شروع ہو جائیں گی۔

تیونس : رجعت قہقری

مسلم سجاد

ایسے وقت میں جب کہ تحریک اسلامی کو کچلنے کے لیے مصر اور الجزائر میں ظلم و استبداد کے حربے آزمائے جا رہے ہیں' تیونس میں (جو ظلم و استبداد میں پیچھے نہیں' لیکن خبروں کا موضوع نہیں) حکمرانوں کو دور رس نئی تدبیر سوجھی ہے: پرائمری اور سیکنڈری اسکولوں کی تمام کتابوں سے اسلام اور اسلامی تہذیب اور اقدار کا ذکر خارج کر دیا جائے۔حکمرانوں کے خیال میں نہ رہے گا بانس' نہ بجے گی بانسری۔ اس لیے کہ یہ تحریکیں اسکولوں میں ہی طاقت پکڑتی ہیں' ہم انھیں یہیں ختم کر دیں گے۔یہ صرف اعلان نہیں' بلکہ محمد شرفی نے 'اپنی وزارت تعلیم کے پانچ سالوں میں صدر بن علی کی مکمل حمایت اور راہ نمائی میں یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ ۔۔ ۱۴ صفحات پر مشتمل تمام جماعتوں کے نصابیات اور درسی کتب اسی نقطہ نظر سے تیار کر دی ہیں۔ملنے آنے والے مہمانوں کو وہ بڑے فخر سے یہ دکھاتے ہیں۔ محمد شرفی نے سیکڑوں ماہرین کے ساتھ خود نشستیں کی ہیں تاکہ تیونس کے اسکولوں کی کتابوں کو جہاد اور خواتین سے امتیازی سلوک اور سیاسی اسلام کے تذکرے سے پاک کر دیا جائے۔وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایک کتاب کو بھی نہیں چھوڑا'کسی بھی مسلمان ملک میں ریاست اور مذہب کو علیحدہ کرنے کی یہ جامع ترین مشق تھی۔یہ اسلام کے خلاف نہیں ہے' بلکہ جمہوریت سے ہم آہنگ جدید اسلام' پیش کرنے کی کوشش ہے۔(یہ خوب جمہوریت ہے جس میں ہر کام بزور طاقت عوام کی مرضی کے خلاف کیا جائے)

اس عمل کے دوران' مخلوط تعلیم کو پھر سے رائج کر دیا گیا' قرآنی حصص کو کم کر کے فرائڈ اور دوسرے غیر مسلم مفکرین کو سامنے لایا گیا۔تاریخ اور جغرافیے میں تیونس کے قبل از اسلام دور کو

اہمیت دی گئی ہے۔ عیسائی دور کو بھی نمایاں مقام دیا گیا ہے (حوالہ: واشنگٹن پوسٹ، ڈان، ۱۱ جولائی)

امت مسلمہ آج اپنی بدنصیبی سے جن المیوں سے دوچار ہے' اس کی ایک جھلک تیونس کی اس خبر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حصول آزادی کے بعد' حبیب بورقیبہ پیر تسمہ پا کی طرح ملک پر سوار رہا۔ مغرب کا نہایت محبوب حکمران تھا۔ ان کے مفادات پورے کرتا رہا۔ زین عابدین بن علی نے اس کا تختہ الٹ کر اقتدار سنبھالا تو کچھ امید ہوئی کہ شاید تیونس کے مسلمان عوام کو کچھ آزادی مل جائے۔ ۱۹۸۹ کے انتخابات میں اسلامی تحریک کے افراد کو آزاد حیثیت سے کھڑے ہونے کی اجازت دی گئی۔ انھیں ۱۵ فی صد ووٹ ملے لیکن یہ انتخابی قواعد کا اعجاز تھا کہ سیٹ ایک بھی نہیں ملی۔ لیکن اس کے بعد صدر بن علی نے انھیں کچلنے کے لیے جبر و استبداد کے ہتھیار آزمائے' ایک وقت میں ۸ ہزار لوگ جیلوں میں محبوس رہے۔ نہضۃ الاسلامیہ کے راشد غنوشی مسلسل جلاوطن ہیں۔ جو مظالم ہوئے' ان کا تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد محمد شرفی کو وزیر تعلیم بنا کر یہ کام سونپا گیا کہ تعلیمی اداروں میں اسلام کے حامیوں کی قوت کو توڑا جائے۔ اب ان وزیر صاحب نے اپنے پانچ سال کی محنت کے نتائج پیش کر دیے ہیں اور حکومت ان کی سفارشات پر عمل پیرا ہے۔

احیاے اسلام کی بڑھتی ہوئی لہروں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمان حکمران ہر طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ مغرب اس میں ان کا ساتھی اور سرپرست ہے۔ مسلمان ملکوں کی ساری قوت ترقی و خوشحالی کی طرف قدم بڑھانے کے بجائے عوام اور حکمرانوں کی باہم چپقلش میں ضائع ہو رہی ہے۔

یہ حکمران تاریخ سے سبق سیکھنے کے لیے تیار نہیں اور اپنی قوموں کو ہلاکت اور غلامی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ آزادی کے بعد ہونا تو یہ تھا کہ نظام تعلیم کو مسلمانوں کی آرزوؤں اور امنگوں کے مطابق تشکیل دیا جاتا لیکن اب ۳۰'۴۰ سال بعد' جو کچھ نمایشی اسلام نصابات میں آ سکا تھا' اسے بھی کھرچنے کے اقدامات' نئی نسلوں کو کشمکش کا شکار کر کے مفلوج کرنے کے علاوہ' کیا کردار انجام دیں گے۔ مسلمانوں کو اپنے گھروں میں دینی تعلیم کے زیادہ موثر انتظام کرنے ہوں گے۔ جب وسط ایشیا میں روس کا ستر سالہ استبداد' دین نہ مٹا سکا تو تیونس کے حکمران اپنا تختہ الٹنے سے قبل کیا کچھ کر لیں گے۔

بھارت: یکساں سول کوڈ کا مسئلہ

مسلم سجاد

بھارت کی سپریم کورٹ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا کہ ایک ہندو نے اسلام قبول کیا اور اپنی پہلی